www.KitaboSunnat.com

PDF Split DEMO : Purchase from www.A-PDF.com to remove the waterm



## ۲۔ آباد کرنا ـــ بسانا

یہ مصدر آباد ہونا سے متعدی ہے۔ لہٰذا سَکَنَ سے اَسْکَن اور بوءٌ سے بَوَّأَ بھی قرآن کریم میں استعمال ہوئے ہیں اور عَمَرَ اور اٰوٰی (اوی) کے الفاظ بھی آئے ہیں:

۱۔ اَسْکَنَ: کسی ایک مقام سے دوسرے مقام پرلے جاکر آباد کرنا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام فرماتے ہیں:

رَبَّنَآ اِنِّیْٓ اَسْکَنْتُ مِنْ ذُرِّیَّتِیْ بِوَادٍ غَیْرِ ذِیْ زَرْعٍ (۱۴/۳۷) — اے ہمارے پروردگار! میں نے اپنی اولاد کو ایسی وادی (جہاں بعد میں شہر مکہ آباد ہوا) میں لا بسایا ہے جہاں کوئی کھیتی نہیں۔

۲۔ بَوَّأَ: کسی کو اس کی طبیعت اور پسند کے موافق جگہ پر آباد کرنا۔ قرآن کریم میں ہے:

وَلَقَدْ بَوَّاْنَا بَنِیْٓ اِسْرَآئِیْلَ مُبَوَّاَ صِدْقٍ وَّرَزَقْنٰھُمْ مِّنَ الطَّیِّبٰتِ (۱۰/۹۳) — اور ہم نے بنی اسرائیل کو رہنے کے لیے عمدہ جگہ دی اور کھانے کو پاکیزہ چیزیں عطا کیں۔

۳۔ عَمَرَ: کا لفظ مکان بنانے، رونق بڑھانے اور بنجر زمین کو آباد کرنے کے معنی میں آتا ہے اور ابن الفارس کے نزدیک اس کے مفہوم میں بقاء اور طویل مدت بھی شامل ہے (م ل) اور عمر وہ مدت ہے جب تک روح جسم کے ساتھ آباد رہے۔ عَمَرَ کی ضد خَرِبَ ہے جس کے معنی مکانوں یا کھیتوں کو برباد کرنا، اجاڑنا اور بے آباد کرنا اور بے رونق بنانا ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قرب قیامت کی جو علامات بتلائیں تو ان میں ایک یہ بھی ہے:

مَسَاجِدُھَا عَامِرَۃٌ وَّھِیَ خَرَابٌ مِّنَ الْھُدٰی اس وقت مسجدیں آباد تو ہوں گی مگر ہدایت کے لحاظ سے اجڑی ہوں گی

اور قرآن کریم میں ہے:

اِنَّمَا یَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰہِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ (۹/۱۸) — خدا کی مسجدوں کو تو وہی لوگ آباد کرتے ہیں جو اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان لاتے ہیں۔

دوسرے مقام پر فرمایا:

کَانُوْٓا اَشَدَّ مِنْھُمْ قُوَّۃً وَّاَثَارُوا الْاَرْضَ وَعَمَرُوْھَآ اَکْثَرَ مِمَّا عَمَرُوْھَا (۳۰/۹) — وہ (ان سے پہلی قومیں) ان سے زور و قوت میں کہیں زیادہ تھے، انہوں نے زمین کو جوتا اور اس کو اس سے زیادہ آباد کیا تھا جتنا انہوں نے آباد کیا ہے۔

۴۔ اٰوٰی: کسی کو اپنے ہاں رہائش کے لیے جگہ دینا، پناہ دینا۔ اس کا مادہ اوی ہے جس کے معنی کسی کے ساتھ مل جانا اور منضم ہو جانا (مف) کے ہیں۔ تاکہ کسی خطرہ وغیرہ سے پناہ حاصل ہو جیسا کہ قرآن میں اصحاب کہف کا قصہ مذکور ہے کہ وہ مشرک حکومت کے ڈر سے پہاڑ کی ایک کھوہ میں جا بیٹھے تھے۔ فرمایا:

اِذْ اَوَی الْفِتْیَۃُ اِلَی الْکَھْفِ (۱۸/۱۰) — جب ان نوجوانوں نے غار میں پناہ پکڑی۔

اور جب نوح علیہ السلام نے اپنے کافر بیٹے کو اسلام لانے اور کشتی میں سوار ہونے کو کہا کہ وہ طوفان سے ہلاک ہونے سے بچ جائے تو اس نے کہا:

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



| | |
|---|---|
| فَلَمَّآ اَتٰهَا نُوْدِيَ مِنْ شَاطِئِ الْوَادِ الْاَيْمَنِ (۲۸/۳۰) | پھر جب موسیٰؑ وہاں پہنچے تو بابرکت میدان کے کنارے سے آواز آئی۔ |

۳۔ طیّب اور طوبیٰ: طَابَ بمعنی کسی چیز کا دل کو اچھا لگنا اور طَیِّبٌ بمعنی پاکیزہ اور حلال چیز اور طِیْبٌ بمعنی خوشبو۔ اور بَلْدَةٌ طَيِّبَةٌ بمعنی امن اور برکتوں والا شہر (منجد) نیز اَلْبَلَدُ الطَّيِّبُ بمعنی بابرکت یا زرخیز زمین (مف) ارشاد باری ہے:

| | |
|---|---|
| وَالْبَلَدُ الطَّيِّبُ يَخْرُجُ نَبَاتُهٗ بِاِذْنِ رَبِّهٖ (۷/۵۸) | اور زرخیز زمین سے سبزہ بھی پروردگار کے حکم سے نفیس ہی نکلتا ہے۔ |

اور طُوْبیٰ بمعنی رشک۔ سعادت۔ خیر۔ بہتری (منجد) گویا طُوبیٰ سے ایسی خیر و برکت مراد ہے جو من کو بھی بھاتی ہو۔ ارشاد باری ہے:

| | |
|---|---|
| اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ طُوْبٰى لَهُمْ وَحُسْنُ مَاٰبٍ (۱۳/۲۹) | جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کیے ان کے لیے ہی خوشحالی اور عمدہ ٹھکانہ ہے۔ |

**ماحصل:** (۱) مُبارك۔ ہر وہ چیز جو خیر کا پہلو لیے ہو اور نتیجہ خیز ثابت ہو۔

(۲) تبارك۔ اللہ تعالیٰ کی ذات بابرکات۔

(۳) اَیمن۔ ایسی خیر و برکت جو فطری طور پر ودیعت ہو۔ سعادت۔

(۴) طُوبیٰ۔ ایسی خوشحالی اور خیر و برکت جو دل کو لبھاتی ہو۔

## ۳۔ بات

کے لیے قَوْل، تَحْدِيث اور كَلِمَةٌ کے الفاظ آئے ہیں:

۱۔ قول: اس کی جمع اقوال اور جمع الجمع اَقَاوِيْل ہے۔ عموماً یہ سمجھا جاتا ہے کہ ہر وہ بات جو زبان سے ادا کی جائے وہ قول ہے خواہ وہ بے معنی ہو یا بامعنی۔ لیکن قرآن کریم میں یہ لفظ تین صورتوں میں استعمال ہوا ہے۔ (۱) منہ سے نکلی ہوئی بات کے لیے (۲) ایسی بات جو منہ سے نہ نکلی ہو بلکہ ابھی دل میں ہی ہو اور (۳) کسی نظریہ کے لیے۔ مثلاً:

| | |
|---|---|
| (۱) منہ سے نکلی ہوئی بات کے لیے: قَالَ قَائِلٌ مِّنْهُمْ كَمْ لَبِثْتُمْ (۱۸/۱۹) | ایک کہنے والے نے کہا کہ تم (یہاں) کتنی مدت رہے؟ |
| (۲) دل میں بات کے لیے: وَيَقُوْلُوْنَ فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ لَوْلَا يُعَذِّبُنَا اللّٰهُ (۵۸/۸) | اور وہ اپنے دل میں کہتے ہیں کہ اگر یہ واقعی سچ ہے) تو خدا ہمیں سزا کیوں نہیں دیتا؟ |
| (۳) کسی نظریہ کے لیے: ذٰلِكَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ قَوْلَ الْحَقِّ الَّذِيْ فِيْهِ يَمْتَرُوْنَ (۱۹/۳۴) | یہ مریمؑ کے بیٹے عیسیٰؑ ہیں (اور یہ) سچی بات ہے جس میں لوگ شک کرتے ہیں۔ |

۲۔ حَدِيْث: حدث بمعنی کسی چیز کا ظہور میں آنا۔ کسی امر کا واقعہ ہونا۔ نئی چیز یا بات کا پیدا ہونا۔ (منجد)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



۹۔ اُجَاج: ایسا پانی جو نمکین بھی ہو اور کڑوا بھی (فل ۳۲) سخت کھاری اور گرم پانی چھاتی جلانے والا (مف) ارشادِ باری ہے:

وَمَا يَسْتَوِي الْبَحْرَانِ هٰذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ سَائِغٌ شَرَابُهٗ وَهٰذَا مِلْحٌ اُجَاجٌ (۳۵/۱۲)

اور دونوں دریا یکساں نہیں ہو سکتے۔ یہ تو میٹھا ہے۔ پیاس بجھانے والا جس کا پانی خوشگوار ہے۔ اور یہ کھاری ہے۔ کڑوا کسیلا

**ماحصل:** (۱) حمیم: گرم پانی

(۲) اٰن: کھولتا ہوا پانی

(۳) غَسَّاق: ٹھنڈا اور بدبودار پانی یا پیپ۔

(۴) غَوْر: زمین کے نیچے موجود پانی

(۵) مَعِيْن: سطحِ زمین پر نرمی سے بہنے والا پانی۔

(۶) عَذْبٌ: ٹھنڈا اور میٹھا پانی۔

(۷) فُرَاتٌ: ٹھنڈا اور میٹھا پانی جبکہ کثیر مقدار میں ہو۔

(۸) مِلْحٌ: آبِ شور

(۹) اُجَاجٌ: کھاری اور کڑوا پانی۔

## ۲۔ پانی کے راستے اور ذخیرے

کے لیے اَوْدِيَة (ودی) عَيْن، اَنْهَار، سَرِيٌّ، يَمّ اور بَحْر کے الفاظ قرآن کریم میں آئے ہیں۔

۱۔ اَوْدِيَة: وادی کی جمع ہے۔ وادی اصل میں اس کشادہ میدان کو کہتے ہیں جو پہاڑوں کے درمیان ہو اور اس ڈھلوان کو بھی جو پہاڑوں کے درمیان ہوتی ہے اور اس میں پانی بہتا ہو۔ (مف) پہاڑوں کے درمیان ہونے کی وجہ سے اس میدان میں ندی نالوں کا جاری ہونا ضروری ہے۔ پہاڑوں پر ہونے والی بارش اور پگھلنے والی برف کے پانی کے بہنے کے یہی راستے ہوتے ہیں۔ پھر وادی کا لفظ کبھی تو صرف درمیان کے وسیع میدان کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ اور کبھی ندی نالے کے معنوں میں۔ ارشادِ باری ہے:

اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَسَالَتْ اَوْدِيَةٌۢ بِقَدَرِهَا (۱۳/۱۹)

اسی نے آسمان سے مینہ برسایا پھر اس سے اپنی اپنی گنجائش کے مطابق ندی نالے بہہ نکلے۔

۲۔ عَيْن، بمعنی چشمہ۔ پہاڑوں یا زمین میں کسی جگہ اگر پانی پھوٹ کر کسی نشیبی جگہ میں جمع ہو جائے تو یہ چشمہ ہے۔ اور چشمہ اتنے بڑے بھی ہوتے ہیں کہ ان سے دریا اور نہریں بہنے لگتے ہیں۔ ایسے ہی چشمہ کو آج کے معنوں میں جھیل کہا جاتا ہے۔ پھر ایسی ہی جھیلوں کا اگر کوئی ایک حصہ بڑے سمندر سے مل رہا ہو تو اسے خلیج کہا جاتا ہے۔ (ج عیون) قرآن میں ہے:

حَتّٰٓى اِذَا بَلَغَ مَغْرِبَ الشَّمْسِ وَجَدَهَا تَغْرُبُ فِيْ عَيْنٍ حَمِئَةٍ (۱۸/۸۶)

جب ذوالقرنین غروبِ آفتاب کی حد تک پہنچ گیا تو اس نے سورج کو گرم اور بدبودار پانی کے چشمہ میں ڈوبتے دیکھا۔

اور تاریخی تحقیق کے مطابق یہ وہ مقام تھا جہاں بحر ایجین چھوٹی چھوٹی خلیجوں کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



لَعَلَّهُمْ اِلَيْهِ يَرْجِعُوْنَ (۲۱/۵۸) (بت)کو (نہ توڑا) تاکہ وُہ اس کی طرف رجوع کریں۔

۹- فِرق: بمعنی کسی چیز کا ٹوٹا ہوا یا کٹا ہوا ٹکڑا (منجد) اس میں بالعموم دو ٹکڑوں کا تصور پایا جاتا ہے۔ایک کٹ کر علیحدہ شدہ ٹکڑا۔ دوسرے وُہ جو کٹنے کے بعد باقی رہ گیا۔اور فَرَق سر کے بالوں کے درمیانی رستہ یا مانگ کو بھی کہتے ہیں (منجد) اور فَرَق سامنے کے دو دانتوں کے درمیانی فاصلہ کو (منجد)

ارشادِ باری ہے:

فَانْفَلَقَ فَكَانَ كُلُّ فِرْقٍ كَالطَّوْدِ الْعَظِيْمِ (۲۶/۶۳) پھر دریا پھٹ گیا اور ہر ایک حصہ یوں ہو گیا۔گویا بڑا پہاڑ ہے۔

(فِرق اور فِلق میں فرق کیلئے دیکھیے "پھاڑنا")

۱۰- بَعْض کا استعمال عام ہے۔یہ کسی "کل" کے "جزء" کے لیے بھی آتا ہے۔ جیسے ارشادِ باری ہے:

فَقُلْنَا اضْرِبُوْهُ بِبَعْضِهَا (۲/۷۳) تو ہم نے کہا کہ اس (ذبح شدہ گائے کا) ایک ٹکڑا دوسرے پر مارو۔

اور اگر کُل کئی مستقل چیزوں کا مجموعہ ہو تو فرد کے لیے بھی آتا ہے۔ جیسے بعض اللیالی بمعنی راتوں میں سے کوئی ایک رات یا بعض الناس۔کوئی آدمی۔ قرآن میں ہے:

فَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ يَّتَلَاوَمُوْنَ (۶۸/۳۰) پھر لگے ایک دوسرے کو ملامت کرنے۔

علاوہ ازیں بعض کا استعمال معنوی طور پر بھی ہوتا ہے۔ قرآن میں ہے:

وَلِاُبَيِّنَ لَكُمْ بَعْضَ الَّذِيْ تَخْتَلِفُوْنَ فِيْهِ (۴۳/۶۳) نیز اس لیے کہ بعض باتیں جن میں تم اختلاف کرتے ہو تمہیں سمجھا دوں۔

**ماحصل:** (۱) جزء: کسی چیز کے حصے جن سے وُہ مکمل ہوتی ہے۔

(۲) قطعة: زمین، اشعار اور رات کے حصے یا ٹکڑے کے لیے۔

(۳) بقعه: وُہ قطعۂ زمین جو دُوسروں سے ممتاز ہو۔

(۴) كِسَف: متخلخل اجسام مثلاً بادل، روئی یا آسمان کا ٹکڑا۔

(۵) زُبُر: لوہے یا کاغذ وغیرہ کے تختے۔اوراق۔

(۶) انکاث: بُنی ہوئی رُوئی یا اُون کے ٹکڑے۔

(۷) عضین: گوشت کے ٹکڑے۔بوٹیاں۔

(۸) جذاذ: قیمتی دھاتوں کے ریزے اور ٹکڑے۔

(۹) فِرق: بالعموم دو حصوں میں سے کوئی ایک۔

(۱۰) بعض: کل کے مقابلہ میں جزء کے لیے اور مجموعہ کے مقابلہ میں فرد یا کچھ افراد کے لیے آتا ہے۔

**نیز دیکھیے "حصہ"**

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ملنے پر جو خوشی حاصل ہو اس کے لیے استبشر کا لفظ استعمال ہو گا۔ اور بَشَّرَ کے معنی کوئی اچھی خبر دینا ہے جس سے دوسرا خوش ہو جائے۔ بشارت سنانا۔ قرآن میں ہے :

﴿فَاسْتَبْشِرُوا بِبَيْعِكُمُ الَّذِي بَايَعْتُم بِهِ ﴾ (۹/۱۱۱) جو سودا تم نے اس سے کیا ہے اس پر خوش ہو جاؤ۔

اور دوسرے مقام پر ہے :

وَبَشَّرُوهُ بِغُلَامٍ عَلِيمٍ (۵۱/۲۸) اور فرشتوں نے ابراہیم کو ایک دانشور لڑکے کی بشارت بھی سنائی

۶۔ طَابَ : طاب ایسی خوشی ہے جس سے دل کے علاوہ انسان کے حواس بھی لطف اندوز ہوں (مف)

طَيِّبَات بمعنی پاکیزہ اشیاء اور طِيب بمعنی خوشبو (منجد) ارشادِ باری ہے :

فَانْكِحُوا مَا طَابَ لَكُم مِّنَ النِّسَاءِ (۴/۳) جو عورتیں تمہیں خوش لگیں ان سے نکاح کر لو۔

۷۔ فَرِحَ : کسی نعمت کے ملنے پر خوش ہونا۔ اور اس کی دو قسمیں ہیں ، فرح القلب جبکہ انسان قسمت کے ملنے پر خوش ہو کر خدا کا شکر ادا کرے اور یہ صفت محمود ہے۔ ارشادِ باری ہے :

فَرِحِينَ بِمَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِن فَضْلِهِ (۳/۱۷۰) جو کچھ انہیں اللہ نے دیا ہے اس پر وہ خوش ہیں۔

فرح النفس جبکہ انسان کسی نعمت کے ملنے پر خدا کا شکر ادا کرنے کی بجائے اترانے لگے۔ بمعنی خوشیاں منانا۔ اور یہ صفت مذموم ہے۔ ارشادِ باری ہے :

لِّكَيْلَا تَأْسَوْا عَلَىٰ مَا فَاتَكُمْ وَلَا تَفْرَحُوا بِمَا آتَاكُمْ (۵۷/۲۳) تاکہ جو چیز ہاتھ سے نکل جائے اس پر تم افسوس نہ کرو اور جو کچھ تمہیں مل جائے اس پر پھولے نہ سماؤ۔

دوسری جگہ فرمایا :

لَا تَفْرَحْ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْفَرِحِينَ (۲۸/۷۶) اتراؤ مت۔ اللہ تعالیٰ اترانے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

۸۔ فَكِهَ : خوش گپیاں اڑانا۔ خوش ذوق ہونا اور ہنسنا ہنسانا (فل ۱۴۵) طیب النفس یا خوش فوقی (م۔ل) قرآن میں ہے :

وَإِذَا انقَلَبُوا إِلَىٰ أَهْلِهِمُ انقَلَبُوا فَكِهِينَ[۱] (۸۳/۳۱) اور جب وہ اپنے گھروں کو لوٹتے تو خوش گپیاں کرتے جاتے۔

۹۔ اَشْمَتَ : شَمِتَ بمعنی کسی کی مصیبت پر خوش ہونا۔ اور اشمت بمعنی اپنی مصیبت پر دوسرے کا خوش ہونا ہے۔ شماتتِ اعداء مشہور لفظ ہے جس کا معنی ہے کسی تکلیف پر دشمن کا خوش ہونا۔ قرآن میں ہے :

فَلَا تُشْمِتْ بِيَ الْأَعْدَاءَ (۷/۱۵۰) حضرت ہارونؑ نے کہا اے موسیٰؑ مجھ پر دشمنوں کو خوش ہونے کا موقعہ نہ دے۔

۱۰۔ اَعْجَبَ : کسی چیز کا دلکش ہونا۔ بھلا لگنا۔ اس حیرت کے ساتھ اس کا سبب معلوم نہ ہو (مف) ارشادِ باری ہے :

وَمِنَ النَّاسِ مَن يُعْجِبُكَ قَوْلُهُ فِي اور کوئی شخص تو ایسا ہے کہ دنیا کی زندگی میں اس کی بات

---

[۱] یہاں فَكِهِينَ کا ترجمہ جالندھری صاحب نے "اتراتے" اور عثمانی صاحب نے "باتیں بناتے" لکھا ہے۔ دونوں کو ملانے سے صحیح مفہوم ادا ہوتا ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

حِيْنَ تَسْرَحُوْنَ (۱۶/۶) صبح جب چرانے لے جاتے ہو تو اس میں تمہارے لیے زینت ہے۔

**ماحصل**: (۱) زِيْنَة : کا لفظ سجاوٹ اور آرائش کے لیے عام ہے۔

(۲) زُخْرُف : ملمع سازی سے حاصل کردہ زینت۔

(۳) رِئْيٌ : لباس فاخرانہ اور آرائش سے حاصل شدہ زینت۔

(۴) زُهْرَة : دنیا کی دلفریبیوں اور رنگینیوں کے لیے۔

(۵) جَمَال : ظاہری حسن اور کردار کی خوبی اور ماحول کی آرائش و زینت سب طرح مستعمل ہے۔

زینت دینا" کے لیے دیکھیے ——— "مزین کرنا"

"زینہ" کے لیے دیکھیے ——— "سیڑھی"

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ارشادِ باری ہے:

وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيرًا۔ اِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْا اِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ (۱۷/۲۷)
اور فضول خرچی سے مال نہ اڑاؤ۔ بے شک فضول خرچی کرنے والے شیطان کے بھائی ہیں۔

**ماحصل:** اسراف جائز کاموں میں فضول خرچی کے لیے اور تبذیر جائز (نا جائز (اور بالعموم ناجائز) کاموں میں مال اڑانے کے لیے آتا ہے۔

## ۱۳۔۔۔ فضیلت دینا (بزرگی دینا)

کے لیے فَضَّلَ اور کَرَّمَ کے الفاظ آئے ہیں۔

۱۔ فَضَّلَ: فَضَلَ بمعنی کسی اچھی چیز کا اقتصاد اور متوسط درجہ سے زیادہ ہونا۔ اور فَضَّلَ بمعنی ازراہ احسان کسی کو کسی اچھی چیز میں اس کے استحقاق سے زیادہ بخشنا (مف) ارشادِ باری ہے:

يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اذْكُرُوْا نِعْمَتِيَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَاَنِّيْ فَضَّلْتُكُمْ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ (۲/۱۲۲)
اے بنی اسرائیل میرے وہ احسان یاد کرو جو میں نے تم پر کیے اور یہ کہ میں نے تم کو اہل عالم پر فضیلت بخشی۔

۲۔ کَرَّمَ: کرم ایسے شرف کو کہتے ہیں جو کسی چیز میں فی نفسہ موجود ہو یا اس کے اخلاق کی وجہ سے ہو (م۔ل) اور کَرَّمَ بمعنی کسی چیز کے اندر فضیلت کے جوہر ودیعت کر دینا (مف) ارشادِ باری ہے:

وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْٓ اٰدَمَ وَحَمَلْنٰهُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ (۱۷/۷۰)
اور ہم نے بنی آدم کو فضیلت بخشی اور اسے بحر و بر پر سوار کیا۔

## ۱۴۔۔۔ فیصلہ کرنا

کے لیے فَتَحَ، فَصَلَ، حَكَمَ اور قَضٰی اور حَتَمَ کے الفاظ آئے ہیں۔

۱۔ فَتَحَ: بمعنی کسی چیز سے بندش اور پیچیدگی کو زائل کرنا (مف) ضد اغلاق (م۔ل) اور بمعنی فتح دینا اور فیصلہ کرنا۔ ایسا فیصلہ کہ حق و باطل میں تمیز ہو جائے اور پیچیدگی دور ہو جائے اور کسی فریق کو شک و شبہ نہ رہے۔ ارشادِ باری ہے:

رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ (۷/۸۹)
اے ہمارے پروردگار! ہم میں اور ہماری قوم میں انصاف کے ساتھ فیصلہ کر دے۔

۲۔ فَصَلَ: بمعنی ایک چیز کو دوسری چیز سے تمیز کرنا اور اس کا اس سے دور ہونا (م۔ل) گویا فتح کے مقابلہ میں فصل اخص ہے۔ فتح میں صرف تمیز اور فصل میں تمیز اور جدائی دو باتیں پائی جاتی ہیں اور یہ تمیز اور جدائی بعض دفعہ ایک ہی چیز میں بھی ہو سکتی ہے۔ جیسے کتاب کی فصل۔ اسی طرح فتح کا تعلق بھی بعض دفعہ ایک چیز سے ہوتا ہے، بعض دفعہ زیادہ چیزوں سے۔ (فق۔ل ۱۱۳)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اَنَابَ بمعنی نائب ہونا۔ قائم مقام ہونا۔ اور اناب الی اللہ بمعنی اللہ تعالیٰ کی طرف بار بار متوجہ ہونا اور رجوع کرنا (منجد) قرآن میں ہے:

رَبَّنَا عَلَيْكَ تَوَكَّلْنَا وَاِلَيْكَ اَنَبْنَا۔ (۶۰/۴) — اے ہمارے پروردگار! ہم تجھ ہی پر بھروسہ کرتے اور تیری ہی طرف رجوع کرتے ہیں۔

۵۔ بَاءَ: بوء کے بنیادی معنی دو ہیں (۱) لوٹنا اور (۲) برابر ہونا (م۔ل) یعنی اس حال میں لوٹنا کہ اُن کے اعمال کا عوض ان کے سامنے آجائے۔ یہ عموماً برے مفہوم میں استعمال ہوتا ہے یعنی اچھی حالت سے بُری حالت کو لوٹنا۔ ارشادِ باری ہے:

وَبَآءُوْ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَيَقْتُلُوْنَ النَّبِيّٖنَ بِغَيْرِ الْحَقِّ (۲/۶۱) — اور وُہ اللہ کا غضب لے کر لوٹے۔ یہ اس لیے کہ وُہ اللہ کی آیات سے انکار کرتے تھے اور نبیوں کو ناحق قتل کرتے تھے۔

یعنی ان کی حالت ایسی تھی کہ وُہ خدا کے غضب میں گرفتار ہونے کے مستحق ہو گئے تھے۔

۶۔ فَاءَ: بمعنی اچھی حالت کی طرف لوٹنا (مف) یعنی اپنی اصلاح کر لینا۔ اور بُری حالت سے اچھی کی طرف واپس آنا۔ اور بمعنی قریب سے ہی لوٹ آنا (فق ل ۲۴۹) ارشادِ باری ہے:

فَقَاتِلُوا الَّتِيْ تَبْغِيْ حَتّٰى تَفِيْٓءَ اِلٰٓى اَمْرِ اللّٰهِ (۴۹/۹) — تو زیادتی کرنے والے فریق سے لڑو تاآنکہ وُہ اللہ کے حکم کی طرف رجوع کرے۔

۷۔ صَدَرَ اور اَصْدَرَ بمعنی پانی سے سیر ہو کر واپس لوٹنا۔ کہتے ہیں صَدَرَتِ الْاِبِلُ مِنَ الْمَاءِ یعنی اونٹ پانی سے سیر ہو کر واپس آئے۔ قرآن میں ہے:

قَالَتَا لَا نَسْقِيْ حَتّٰى يُصْدِرَ الرِّعَآءُ۔ (۲۸/۲۳) — وُہ دونوں لڑکیاں کہنے لگیں، ہم اس وقت پانی نہیں پلا سکتیں جبتک کہ چرواہے پانی پلا کر واپس چلے جائیں۔

اور صَدَرَ کی ضد وَرَدَ ہے۔ یعنی پانی پینے کے لیے گھاٹ پر پہنچنا (مف) اور وِرْد بمعنی گھاٹ بھی۔ (۱۱/۹۸) اور بمعنی پیاسا بھی آتا ہے۔ اور وَارِد بمعنی وُہ شخص جو پانی لانے کے کنویں یا گھاٹ پر جائے۔ ارشادِ باری ہے:

وَجَآءَتْ سَيَّارَةٌ فَاَرْسَلُوْا وَارِدَهُمْ فَاَدْلٰى دَلْوَهٗ (۱۲/۱۹) — اور ایک قافلہ آیا جس نے اپنا پانی لانے والا بھیجا جس نے اپنا ڈول (کنوئیں میں) لٹکایا۔

۸۔ صَارَ (صیر) کے معنی میں دو بنیادی باتیں ہیں (۱) رجوع (۲) انجام (م۔ل) تفصیل انجام میں دیکھیے۔ بمعنی آخری بازگشت۔ قرآن میں ہے:

اَلَآ اِلَى اللّٰهِ تَصِيْرُ الْاُمُوْرُ (۴۲/۵۳) — دیکھو سب کام اللہ ہی کی طرف لوٹتے ہیں۔

۹۔ رَدَّ اور اِرْتَدَّ: رَدَّ بمعنی کسی چیز کے ناقابلِ قبول ہونے کی وجہ سے اس کو لوٹا دینا۔ پھیر دینا (م۔ق) اور رَدّ بمعنی مردود بھی آتا ہے۔ قرآن میں ہے:

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com


کرنے والا لکھتے ہیں۔ بعض دوسرے اسے رَبّ سے منسوب کرتے ہیں کہ جیسے جسمؒ سے جِسْمَانِیؒ ہے۔ ویسے ہی رَبّ سے رَبَّانِیؒ ہے۔ اور اس کا معنی ہے، اللہ والا۔ درویش اور صاحب منجد نے اس کے دونوں معنے لکھ دیے ہیں۔ بڑا عالم بھی اور اہل اللہ۔ عارف باللہ بھی۔ بہرحال دوسرا قول ہی راجح معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ قرآن میں ربّانیون کے ساتھ ہی احبار (علماء) کا لفظ الگ آیا ہے (۵/۴۴) اسی طرح قرآن میں ایک جگہ رِبِّیُّوْن کا لفظ بھی آیا ہے۔ (۳/۱۴۶) اس کا بھی یہی مطلب ہے۔ ارشادِ باری ہے،

لَوْلَا يَنْهٰهُمُ الرَّبّٰنِيُّوْنَ وَالْاَحْبَارُ عَنْ قَوْلِهِمُ الْاِثْمَ وَاَكْلِهِمُ السُّحْتَ (۵/۶۳) — بھلا اُن کے مشائخ اور علماء انہیں گناہ کی باتوں اور حرام کھانے سے منع کیوں نہیں کرتے۔

**ماحصل:** (۱) صَالِح، اصلاحِ نفس کرنے والا اور ہر طرح کا بگاڑ درست کرنے والا

(۲) اَبْرَار: (بار) وُہ شخص جو ہر وقت نیک کام کرنے پر آمادہ ہو۔ بکثرت نیک کام کرنے والا۔

(۳) بَرَرَةٌ (برّ) اس میں بار سے زیادہ مبالغہ ہے۔

(۴) رَشِيْد: اچھی عادات و اطوار والا۔ نیک چلن

(۵) سَعِيْد: فطرتاً نیک سرشت۔ نیک بخت

(۶) مُتَّقِي: خدا کے خوف سے گناہ کے کاموں سے پرہیز کرنے والا۔ پرہیزگار۔

(۷) رَبَّانِي: درویش۔ اللہ والے لوگ۔ عابد و زاہد قسم کے مشائخ۔

## ۳۳ — نیکی — نیک کام

کے لیے عُرْف اور مَعْرُوْف، حَسَنَةٌ، خَیر اور بِرّ کے الفاظ قرآن کریم میں آئے ہیں۔

۱۔ عُرْف اور مَعْرُوْف: عَرَفَ بمعنی کسی چیز کو پہچاننا اور اس کی ضد نَكِرَ ہے۔ بمعنی چیز کا اجنبی ہونا۔ اور معروف اور عرف ہر وُہ بات ہے جسے معاشرہ کے اچھے لوگ اچھا خیال کرتے ہوں معاشرہ کا اچھا دستور۔ بھلے مانس لوگوں کے طریقے۔ ملکی دستور جو پسندیدہ سمجھا جاتا ہو۔ جیسے بڑوں کے سامنے باادب بیٹھنا اور انہیں جی کہہ کر پکارنا وغیرہ۔ ارشادِ باری ہے،

خُذِ الْعَفْوَ وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجٰهِلِيْنَ (۷/۱۹۸) — (اے محمدؐ!) عفو اختیار کرو اور نیک کام کرنے کا حکم دو اور جاہلوں سے کنارہ کرلو۔

دوسرے مقام پر فرمایا،

وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ (۳/۱۰۴) — اور تم میں سے ایک جماعت ایسی ہونی چاہیے جو لوگوں کو نیکی کی طرف بلائے۔ اچھے کام کرنے کا حکم دے اور بُرے کاموں سے روکے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



يَكُوْنَ الدِّيْنُ لِلّٰهِ (۲/۱۹۳) فساد نابود ہو جائے اور حکم رہے اللہ کا (عثمانی)

علاوہ ازیں دین کے معنی قانون جزا وسزا یا قانونِ تعزیرات بھی ہے۔ ارشاد باری ہے:

مَا كَانَ لِيَاْخُذَ اَخَاهُ فِيْ دِيْنِ الْمَلِكِ۔ (۱۲/۷۶) بادشاہ کے قانون کے مطابق یوسفؑ اپنے بھائی کو نہیں لے (رکھ) سکتے تھے۔

اور قانونِ جزا وسزا پر عمل درآمد کی قوت اور قدرت بھی۔ ارشاد باری ہے:

مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ (۱/۴) وہ (اللہ) جزا وسزا کے دن (قیامت کے دن) کا مالک ہے۔

دوسرے مقام پر فرمایا:

فَلَوْلَآ اِنْ كُنْتُمْ غَيْرَ مَدِيْنِيْنَ۔ تَرْجِعُوْنَهَآ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ (۵۶/۸۷) پھر اگر تم جزا وسزا سے آزاد ہو اور اپنی بات میں سچے ہو تو (مرتے وقت) روح کو واپس کیوں نہیں کر لیتے؟

۹۔ اَسَرَّ: سِرّ بمعنی بھید۔ راز۔ اور اَسَرَّ السِّرَّ بمعنی بھید کو چھپانا۔ اور ان معنوں میں یہ لفظ قرآن میں بکثرت استعمال ہوا ہے۔ اور اَسَرَّ السِّرَّ کا دوسرا معنٰی بھید کی بات کو ظاہر کر دینا بھی ہے (م م) چنانچہ قرآن میں ہے:

تُسِرُّوْنَ اِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ وَاَنَا اَعْلَمُ بِمَآ اَخْفَيْتُمْ وَمَآ اَعْلَنْتُمْ (۶۰/۱) تم ان کی طرف پوشیدہ دوستی کے پیغام بھیجتے ہو اور جو کچھ تم پوشیدہ یا علانیہ کرتے ہو وہ مجھے سب معلوم ہے۔

۱۰۔ شَرٰى: جس طرح بَاعَ کا لفظ خرید وفروخت دونوں معنوں میں آتا ہے۔ اسی طرح شَرٰى کا لفظ بھی دونوں معنوں میں آتا ہے (منجد) قرآن میں ہے:

وَشَرَوْهُ بِثَمَنٍ بَخْسٍ دَرَاهِمَ مَعْدُوْدَةٍ (۱۲/۲۰) اور یوسفؑ کو اس کے بھائیوں نے حقیر سی قیمت یعنی چند درہموں کے عوض بیچ ڈالا۔

تو اس کا دوسرا معنی یہ ہے کہ قافلہ والوں نے یوسفؑ کو حقیر سی قیمت کے عوض خرید لیا۔

اسی طرح دوسرے مقام پر ارشاد باری ہے:

بِئْسَ مَا شَرَوْا بِهٖٓ اَنْفُسَهُمْ (۲/۱۰۲) اور جس چیز کے عوض انہوں نے اپنی جانوں کو بیچ ڈالا وہ بری تھی۔

بالفاظ دیگر جو چیز انہوں نے اپنی جانوں کے عوض خرید کی تھی وہ بری تھی۔

البتہ جب یہ لفظ باب افتعال میں آئے تو اس کے معنٰی "خریدنا" سے مخصوص ہو جاتے ہیں۔

ارشاد باری ہے:

اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ (۹/۱۱۱) بیشک اللہ تعالیٰ نے مومنوں سے ان کے جان ومال خرید لیے ہیں اور انکے عوض ان کے لیے جنت ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ